

ناجائز دولت کما یے؟

مکیش امیانی دنیا کے امیر ترین لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ فور بزمیگزین کے حوالے سے اس کی دولت نوے بلین ڈال رہے۔ دولموں کے فلیٹ میں پیدا ہونے والا، انہائی متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والا بچہ ہندوستان کا سب سے امیر آدمی بن جائے گا۔ چند دہائیاں پہلے سوچنا بھی محال تھا۔ بمبئی میں اس کا ذاتی گھر پندرہ ہزار کروڑ روپے کا ہے۔ ستائیں میں منزلہ گھر میں دنیا کی وہ ہر سہولت پر یقین طریقے سے موجود ہے جس کا انسانی ذہن تصور کر سکتا ہے۔ باغات، سوئنگ پلز، سینما، دوسوگاڑیوں کا گیراج، مذہبی رسومات ادا کرنے کے لئے قیمتی ہال، برق رفتار لفٹیں اور دیگر ہر آسانش موجود ہے۔ امیانی کی ذاتی زندگی حد درجہ سادہ ہے۔ پوری زندگی گوشت نہیں کھایا۔ صرف دال، سبزی اور چپاتی آج بھی اس کامن پسند کھا جا ہے۔ حریت انگریز بات یہ بھی ہے کہ وہ برانڈ کپڑے نہیں پہنتا۔ بوشرٹ اور پتلون عام سے کپڑوں کی سلی ہوتی ہے۔ صح پاچ بجے اٹھ کر اپنے گھر میں بنے جم میں ورزش کرتا ہے۔ اخبار پڑھتا ہے۔ والدہ کی قدم بوسی کرتا ہے اور ریلانس گروپ کے دفتر روانہ ہو جاتا ہے۔ اس نے اپنی تختواہ بھی دیگر امیر آدمیوں سے برکس کم رکھی ہے۔ سالانہ دلیلین ڈالر تجوہ کو گزشتہ پندرہ برس سے منجد کیا ہوا ہے۔ بہر حال ایک شوق ضرور ہے۔ دنیا کی قیمتی ترین گاڑیاں جمع کرتا ہے۔ اس کے پاس ایک سو ستر گاڑیاں ہیں۔ امیانی اپنی تعلیم مکمل نہیں کر سکا۔ والد نے ایم بی اے کے دوران ہی اسے کار و بار میں جوت دیا۔ جو کہ ایک تقریبہ بدلنے والا کام نکلا۔ عرض کرتا چلوں۔ دنیا کی سب سے بڑی ریفارمنزی امیانی کی ہے۔ گجرات میں واقع اس ریفارمنزی میں 7 لاکھ یاری تیل صاف کرنے کی استطاعت موجود ہے۔ اس کے گھر کے ہر کمرے میں والد کی تصویر لگی ہوئی ہے۔ گھر کی دیکھ بھال کے لئے چھ سو ملاز میں موجود ہیں۔ بتاتا چلوں کہ امیانی نے نوے بلین ڈالر کی دولت کو سرکاری گوشواروں میں ظاہر کیا ہوا ہے۔ یعنی تمام کی تمام وائٹ منی ہے۔ مکیش امیانی ریلانس گروپ کا سربراہ ہے اور دنیا کے کامیاب ترین تاجریوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

ذراسو پچھئے۔ پاکستان کا بیرونی قرضہ ہندوستان کے ایک تاجر کی دولت سے بھی حد درجہ کم ہے۔ یعنی صرف ایک آدمی ہمارے ملک کے تمام قرضوں کو ادا کر سکتا ہے۔ صرف ایک انسان ہماری تمام معیشت پر بھاری ہے۔ کیا گریہ کروں۔ سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے۔ ہم اتنے ابتر کیسے اور کیونکر ہیں۔ اب تو معاشی حالت اتنی دگر گوں ہے کہ قرضہ واپس کرنے کے لئے بھی ہمیں قرضہ لینا پڑتا ہے۔ دنیا کے مالیاتی ادارے ہم پر بلکہ ہمارے ملک پر ہنستے ہیں۔ ہمارے اکابرین کی ڈھنائی دیکھ کر قہقہے لگاتے ہیں۔ یہ کوئی ایک دوسال کے معاملات نہیں۔ گزشتہ چالیس پچاس سال سے تنزلی کا سفر جاری و ساری ہے۔ ہر ذی شعبہ انسان کافی کچھ جانتا ہے۔ مگر نظام نے ہر ایک کو اس طرح جکڑ رکھا ہے کہ سب بے بس ہو چکے ہیں۔ طالب علم کی دانست میں ہمیں جھوٹ کے سمندر میں ڈبو دیا گیا ہے۔ صح سننے کے لئے ناب کوئی حکومت تیار ہے اور نہ عوام۔ دراصل ہم دور غ گوئی کے اتنے عادی ہو چکے ہیں کہ ہمیں حقیقت پسندی مکمل جھوٹ نظر آتا ہے۔ غیر متعصب رویہ ہمارے لئے گناہ کبیرہ بن چکا ہے۔ بے حصی کا اندازہ لگائیے کہ مشرقی پاکستان کا سانحہ بھی ہمارے لئے بہتری مذاق سا بن گیا۔ ملک ٹوٹنے کے اگلے دن ہماری اشرفیہ ایسا تاثر دے رہی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ ہمارے مقدار طبقوں نے انتہائی کی کہ اکثریت رکھنے والے سیاست دانوں کو اقتدار حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ حمود الرحمن کمیشن رپورٹ طالب علم نے پڑھی ہے۔ اسے پڑھ کر ایسے لگتا ہے کہ طاقت و رطਬہ جشن درجش منار ہاتھا۔ ہر رات دیوالی کی رات تھی۔ لوٹ مار کا بازار لگا ہوا تھا۔ ملک ٹوٹ گیا۔ مگر ذمہ داروں کو کوئی سزا نہیں ملی۔ بلکہ حقائق کو چھپا کر جھوٹ کا وہ ملغوبہ پیش کیا گیا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ذرا ماضی قریب پر نظر دوڑا یہ۔ بلکہ حال کو بھی شامل کر لیجئے۔ چند دن پہلے ہمیں انتخابات میں پی ڈی ایم کی قیادت لا ہور میں جمع تھی۔ قہقہے لگ رہے تھے۔ شکست کے تاثرات کسی کے چہرے پر نہیں تھے۔ وجہ کیا ہے۔ ملکی معیشت، موجودہ دور حکومت میں ڈوب رہی ہے۔ ڈالر ایک بھر پور عذاب کی طرح اوپر جا رہا ہے۔ روپیہ ڈلت کی سطح پر ہے۔ پھر یہ کیوں دانت نکال رہے ہیں۔ صاف بات ہے۔ ان کی تمام دولت ڈالروں اور پاؤ ڈنڈز میں بیرون ممالک محفوظ ہے۔ ان کی آل اولاد بھی محفوظ ہے۔ ان کے نوکریک محفوظ ہیں۔ جیسے جیسے روپیہ ڈوب رہا ہے۔ ان کی ذاتی دولت میں بیٹھے بیٹھے اضافہ ہو رہا ہے۔ تو جناب، نہیں کس بات کا غم اور کس چیز کی فکر۔ بلکہ ڈوبتی ہوئی معیشت تو ان کے فائدے میں ہے۔ مگر اس پوری تصویر کا ایک اور رخ بھی ہے۔ ان سیاسی اور غیر سیاسی اکابرین کو اندازہ ہی نہیں کہ عوام میں ان کے خلاف کتنی نفرت جمع ہو رہی ہے۔ یہ ایکشن ایک طرح سے معاشرے کا ایکسرے ہے۔ کہ دراصل عوام کیا چاہتے ہیں۔ اور مقدار طبقہ انہیں دے کیا رہا ہے۔ یہاں ایک چیز وضاحت سے عرض کر دوں۔ کہ میں ہرگز ہرگز یہ نہیں سمجھتا کہ خان صاحب ہمارے مسائل کو مکمل طور پر حل کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔ دیقٹ نکتہ یہ ہے کہ ان کا بین الاقوامی طاقتوں کے ساتھ اختلاف کا بیانیہ ملک کے لئے مسائل کھڑے کر رہا ہے۔ ورثہ بینک یا آئی ایف حقیقت میں امریکہ ہی کے بنائے ہوئے ادارے ہیں۔ اگر ہمارا ایک لیڈر ہر لمحہ امریکہ کے خلاف منقی با تین کرے گا تو پھر یہ توقع کرنی عبث ہے کہ کوئی بھی بین الاقوامی مالیاتی ادارہ ہمارے لئے خیر کا کام کرے گا۔ ہماری ڈوبی ہوئی معیشت کو سہارا دینے کی کوشش کرے گا۔ اس وقت ہمارا حال بخداد جیسا ہے۔ سارا دن ہر پل، ہم صرف مباحثے میں مصروف ہیں۔ کس سیاست دان نے کیسے کپڑے زیب تک کئے ہوئے ہیں۔ کون لنگڑا کر چل رہا ہے، کون سہارا لے کر بیٹھ رہا ہے۔ کس کی کمر میں درد ہے۔ کس نے کتنی شادیاں کر رکھی ہیں۔ اس طرح کی لغوباتیں اور تقابی جائزے ہماری بحث کا محور ہیں۔ اس کے علاوہ ہم شخصیت پرستی میں ہر طور بتلا ہیں۔ عمران خان کے حامی اپنے لیڈر کو پرفیکٹ گردانے ہیں۔ نواز شریف کے ووٹر انہیں دیوتا سمجھتے ہیں۔ زرداری صاحب کے مداح انہیں کیا سمجھتے ہیں۔ یہ سب کو معلوم ہے۔ اور ہاں سیاسی، مذہبی، لیڈر رثواب دین کے جعلی محافظ بنے ہوئے ہیں۔ ذاتی مفادات کے لئے مذہب کا بھر پور استعمال جاری و ساری ہے۔ مگر اب مجھے کسی سے کوئی بھی گلہ نہیں۔ اس لئے کہ ان مٹی کے مادھووں کے علاوہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ شائد کوئی عذاب ہے کہ معاشرہ بانجھ ہو چکا ہے۔ دور دور تک کوئی ایسا شخص نظر نہیں آتا جسے حقیقی معنوں میں ملک کی پاگ ڈور سوپی جاسکے۔ اپنی اپنی غرضوں کے غلاموں کا ہجوم نظر آتا ہے۔ بہر حال، ضمنی ایکشن نے مفادات کے قلعے پر کاری ضرب ضرور لگائی ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ آنے والے چنانہ میں متعدد زینتیں، عوام کی نفرت کے باعث منہبہ کے بلگر جائیں گے۔

ریاستی اداروں کے متعلق بھی اب منقی اور ثابت رائے موجود ہے۔ یہ حد درجہ خطرناک بات ہے کہ وہ ادارے جو اپنی جان پر کھیل کر ملکی سالمیت کی حفاظت کر رہے ہیں۔ عوام الناس میں اپنے چند سیاسی فیصلوں کی وجہ سے وجہ بحث ہیں۔ جن حکومتی ایجنسیوں کا نام تک لینا دشوار تھا۔ آج انہیں مسٹر ایکس اور مسٹر وائی کے القابات دیے جا رہے ہیں۔ یہ صورت حال تشویشاں نہیں بلکہ خوفناک ہے۔ احتسابی ادارے کے سابق سربراہ کے متعلق ایک خاتون کی جنسی ہر اسکی کے قیچی الزامات ہیں۔ اس طرح کے بہت سے نازک معاملات ہیں جو ہماری قومی رسائی کا سبب بن رہے ہیں۔ ویسے سوال یہ ہے کہ اگر مکیش امیانی پاکستان ہوتا تو اس کے ساتھ کیا سلوک ہوتا۔ شائد وہ کسی ریاستی ادارے کی قید میں ہوتا اور ثابت کر رہا ہوتا کہ اس نے نوے بلین ڈالر جائز طور پر کمائے ہیں۔ شائد ہم اسے قومی چوری ثابت کر دیتے۔ اس کے خلاف جلوس نکالتے کہ اس کا احتساب کیا جائے یا اسے ملک سے بھاگنے پر مجبور کر دیا جاتا۔ کچھ بھی ممکن تھا۔ شائد اب ہمارے سماج میں جائز دولت کمانا قانون کی خلاف ورزی کے ذمہ میں آچکا ہے۔ ہاں ناجائز دولت کمانے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔